ڈاکٹر محمد اعزاز الحسن شاہ
ایم اے پی ایچ ڈی

کتاب "الریاض النضرہ فی فضائل العشرۃ" کا تحقیقی جائزہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلّی علی رسولہ الکریم وبعد

یہ کتاب جس کا نام الریاض النضرۃ ہے یہ عشرۃ مبشرۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب پر محیط ہے۔ اس کے مؤلف محبّ الدین الطبّری کے نام سے مشہور ہیں اور ان کا پورا نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ احمد بن عبداللہ بن محمد الطبری [1] ابو العباس محب الدین یا احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم محب الدین ابو العباس الطبری [2] یا احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم الطبری [3] یا ابوجعفر احمد بن محمد الطبری [4] نسب کے ساتھ "المکّی الشافعی" کا لاحقہ تمام مراجع نے بالالتزام بیان کیا ہے۔

ان کی پیدائش ۶۱۵ھ اور وفات ۶۹۴ھ میں ہوئی۔ پیدائش اور وفات کے لحاظ سے یہ مکّی ہیں جیساکہ الاعلام نے اس کی تصریح کی ہے "حافظ فقیہ" شافعی متفنن من اھل مکۃ مولداً ووفاۃ" یعنی "حافظ فقیہ شافعی المسلک مختلف علوم وفنون میں دسترس رکھنے والے وفات وپیدائش کے لحاظ سے مکّی" ہیں [5]، ان کی وفات جمادی الاُخری ۶۹۴ھ میں ہوئی۔

جمادی الاخری میں وفات کی تصریح صرف معجم المؤلفین میں مذکور ہے [6] باقی مراجع نے اس کو ذکر نہیں کیا صرف ہجری سال کا ہی ذکر کیا ہے یہ اپنے دور کے اونچے درجے کے شیوخ میں سے تھے۔

---

[1] دیکھئے الاَعلام ص۱۵۳ جلد ا۔ [2] دیکھئے ہدیۃ العارفین ص۱۰۱ ج ا۔
[3] " کشف الظنون ص۹۳۷ ج ا۔
[4] " معجم المؤلفین ص۲۹۸ ج ا [5] " الاعلام ص۱۵۳ ج ا
[6] " معجم المؤلفین حوالہ سابقہ

جیساکہ الاعلام میں مذکور ہے "وکان شیخ الحرم فیھا، ۷ یعنی حرم پاک کے شیخ اور امام تھے اور معجم المؤلفین کے قول سے اس سابقہ قول کی تصدیق ہوتی ہے چنانچہ معجم المؤلفین میں مذکور ہے "محب الدین ابو العباس شیخ الحرم ۸ حرم پاک کے اس ماحول میں رہ کر اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کی ایسی خدمات لیں جو کہ رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ امت مسلمہ کے ان پاکیزہ افراد نے دین کا ہر لحاظ سے تحفظ کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار ساتھیوں کی زندگیوں ان کے اوصاف، فضائل اور کارناموں کو امت کے آخری فرد تک پہنچانے کے لیے بیش قیمت قربانیاں کیں، ہر تابناک صبح کے لیے ایک سیاہ تاریک اندھیری رات ہوا کرتی ہے یہ فطرت اور قدرت کا اصول ہے۔ اس سیاہ تاریک رات کی اس سیاہی کو ستاروں کے روشنی میں تبدیل فطرت و قدرت ہی کرتی ہے گر ستاروں کو روشنی کے آگے بھی اندھیرے کے گھرے بادل چھا جاتے ہیں جن کی ظلمت وسیاہی پھر سے صبح کا سویرا کا ہی دور پرے پھینکتا ہے اور آفتاب کی تیز شعاعوں کے سامنے اندھیرے کے پاؤں نہیں جمتے، یہی قانون قدرت ہر چمکتی اور ابھرتی ہوئی چیز کے سامنا آجاتا ہے۔ بعض کورچشم اپنی کورچشمی کی بنا پر آفتاب کی شعاعوں اور ستاروں کی روشنی سے ان بن کر بیٹھتے ہیں، اور فطرت کی مخالفت میں مارے جاتے ہیں۔

اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سورج ہیں، جب کہ آپ کے ساتھی ستاروں کی مانند ہیں، جن سے ہدایت چھن چھن کر امت تک پہنچی ہے۔ یہ امت میں ہدایت کا معیار ہیں۔ دین کا ستون ہیں، ان کی صفات قرآن مجید میں جابجا بیان ہوئی ہیں۔ ان کے ایمان کو ایک معیار قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ مذکور ہے۔

فان آمنو بمثل ما آمنتم بہ فقد اھتدوا ۹ یعنی لوگ اگر ان جیسا ایمان اپنے میں پیدا کریں گے تو ہدایت یافتہ ہوں گے۔

جب قرآن مجید نے ان کے ایمان کو ایک معیار قرار دیا تو امت نے زبان نبوت سے نکلے ہوئے ان کے فضائل ومناقب کو یکجا کرنے میں اپنی عافیت سمجھی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد دور نبوت تک ایک لاکھ سے زائد بتائی جاتی ہے۔ اور ان کے مجموعہ احوال کا نام اسماء الرجال

---

۷ دیکھئے الاعلام حوالہ سابقہ ۸ دیکھئے معجم المؤلفین حوالہ سابقہ۔

۹ البقرہ آیت: ۳۱

ہے۔ ایک مشہور جرمن ڈاکٹر اسپنگر حافظ ابن حجر کی کتاب "الاصابہ فی احوال الصحابہ" کے انگریزی ایڈیشن کے مقدمہ میں (جو کہ کلکتہ سے ۱۸۵۳ء، ۱۸۶۴ء میں چھپی) لکھتا ہے "جس کا اُردو ترجمہ یوں ہے۔

"کوئی قوم دنیا میں ایسی گذری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔" نلہ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لکھی جانے والی صرف عربی زبان میں کتب اس قدر بے شمار ہیں کہ ان کا احاطہ صرف اور صرف کوئی معجم یا ڈکشنری ہی کر سکتی ہے۔ چنانچہ اخبار التراث الاسلامی جو کہ کویت سے چھپتا ہے اس نے اپنے ۲۱ شماروں میں ایک غیر مطبوع معجم کے حوالے سے ان تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب کا پتہ چلایا ہے جن کی تعداد ۸۴۸ تک پہنچی ہے۔ اگر یہ سارا ذخیرہ چھپ کر منظر عام پر آجائے تو علمی دنیا میں کیا ہی انقلاب بپا ہو جائے۔

اس مطبوعہ لٹریچر میں زیر بحث کتاب بھی ہے، جس کے مؤلف کا ذکر پہلے ہوا ہے۔ یہ کتاب فضائل عشرہ مبشرہ پر محیط ہے۔ اس کتاب کو مؤلف رح نے ساتویں صدی ہجری کے اواخر تک ترتیب دیا تحقیق کے ایک نئے فن سے بعد میں کام کرنے والوں کو روشناس کرایا۔ روایات اور آثار کو یکجا کرنا یہ کوئی آسان کام نہیں، اس کے لیے مدتوں کتب کی ورق گردانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی دقت کا اندازہ اس میں ہوتا ہے جو کہ تحقیق کے میدان سے گذرا ہو یا جس کو اس سے سابقہ ہو، بہر حال مؤلف رح کا یہ امت پر بہت احسان ہے کہ انہوں نے فضائل پر مشتمل ایک معجم یعنی ڈکشنری امت کے ہاتھوں میں دے دی اور واقعی نام کی مناسبت کا پورا دھیان اور خیال رکھا یعنی "الریاض النضرۃ" ہرا بھرا مسکراتا ہوا باغ، جس سے جب نسیم صبح کا گذر ہو تو ہر دماغ کو معطر کر دے۔

اس کتاب کا انتخاب جن کتب سے کیا گیا۔ اس کی فہرست اتنی طویل ہے کہ غور سے پڑھنے والے کو پورا ایک آدھ گھنٹہ درکار ہے۔ شاید ہی کوئی کتب ان کے مطالعہ سے رہ گئی ہو اس دور کی جمع لائبریری کو انہوں نے نظر سے گذار دیا۔ کتب کی یہ فہرست مقدمہ کے ساتھ موجودہ مطبوعہ کتاب کے صفحہ ۱۳ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۷ پر منتہی ہوتی ہے۔ للہ

مقدمہ انتہائی مختصر ہے۔ اس مقدمہ میں مؤلف نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی منقبت عظمت کو

نلہ خطبات مدراس علامہ سید سلیمان ندوی ص ۵۱ للہ الریاض النضرہ طبع ثانیہ ۱۹۵۳ مطبوعہ مصر دار التالیف

بیان کرنے کے ساتھ مخالفین صحابہ کی طرف سے ہونے والے رکیک حملوں اور نشانوں کا ذکر کیا اور اس کا رد قرآنی آیات سے کیا، جن قرآنی آیات کا سہارا لیا وہ درج ذیل ہیں۔

مثلاً (۱) محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم الخ

(۲) والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار الخ

ان کے ساتھ حدیث لو انفق احدکم مثل احد ذھباً ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ "یعنی اگر تم احد کے برابر سونا بھی خرچ کردو تو صحابہ کے خرچ کیے ہوئے ایک مد کا بھی مقابلہ نہیں ہو سکتا"، اور پھر آخر مقدمہ پر اللہ تعالیٰ کی اس پر تعریف کی ہے کہ خدا نے ہمیں تمام صحابہ سے محبت کا طریق دیا ہے، جب کہ ان کی نافرمانی سے محفوظ رکھا ہے۔ [۱۲]

مقدمہ کی ترتیب کے بعد کتاب کو دو قسموں میں تقسیم کیا، پہلی قسم میں صحابہ منجملہ صحابہ بشمول عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے فضائل کو قید ابواب میں بیان کیا، جب کہ دوسری فصل میں انفرادی طور پر پہلے خلفاء اربعہ اور بعد میں بقیہ عشرہ مبشرہ کے فضائل کو بالترتیب ابواب فصول کی شکل میں بیان کیا۔ پہلی قسم ص۱۷ سے شروع ہو کر ص۶۱ پر منتہی ہوتی ہے۔ جبکہ دوسری قسم ص۶۱ سے ص۴۳۷ تک، یہ دوسری قسم دو اجزاء پر مشتمل ہے پہلا جزء صفحہ ابتداء سے ص۲۸۳ تک اور اس جزء کی فہرست ص۲۸۵ تک، پھر دوسرا جزء ص۲۸۴ تک اور آخر پر اس جزء کی فہرست ص۴۲۸ تک تو اس لحاظ سے مجموعی کتاب کے صفحات کی تعداد ۷۱۳ بنتی ہے۔

مؤلف نے احادیث اور آثار کے بیان کرنے وقت قارئین کی سہولت کے لیے سند کو مختصر کر دیا۔ اور اس حدیث یا اثر کے آخر پر اس کتاب کا نام درج کر دیا جس سے کہ اس حدیث کو لیا گیا ہے۔ ایک حدیث یا اثر مختلف کتب سے ماخوذ ہے۔ جتنے بھی ماخذ ممکن تھے ان کو نکال کر اپنی وسعت علمی کا ثبوت فراہم کیا۔

احادیث اور آثار کو صرف جمع کرنے پر ہی اکتفاء نہیں بلکہ احادیث اور آثار میں مختلف جگہوں پر تطبیق بھی پیدا کی، جس کا اندازہ قاری کو پڑھتے وقت ہوگا۔ پھر غریب الحدیث یعنی حدیث کے مشکل الفاظ کی شرح بھی مختصراً کردی تاکہ قاری کو پڑھتے وقت کسی دوسری لغت یا معجم کی ضرورت نہ پڑے اور اس شرح سے پڑھنے کو بیک وقت دو چیزوں کا فائدہ ہوتا ہے ایک تو لغت کے مفردات سے شناسائی

---

[۱۲] دیکھیے الریاض النضرہ ص۱۲

اور اس کے علم میں لغوی اضافہ دوسرے حدیث اور اثر کا صحیح مفہوم اور مراد فوری طور پر ذہن میں آتے جانا۔

غریب الحدیث کے ساتھ الفاظ اور کلمات کا ضبط بھی مؤلف کی وسعت علمی کا پتہ دیتے ہیں غریب الحدیث کی شرح میں اس کا ضبط کلمہ کا احاطہ کیا گیا ہے ۔ اور اس کا مظاہرہ بھی پڑھنے والے پر بخوبی عیاں ہوگا۔ اگر کوئی حدیث پہلے گزری ہے یا بعد میں آنے والی ہے یا اس جگہ اس کا ذکر ضمناً ہو رہا ہو اس کا اشارہ بھی مؤلف ضرور کرتے ہیں، کہ یہ حدیث فلاں باب میں آئی ہے ، یا آرہی ہے یا اس کا یہاں ضمناً ذکر ہے ۔ اور پہلے یہ گزری ہے وغیرہ ۔

اگر کسی جگہ فریق مخالف پر رد کرنا مقصود ہوتا ہے تو وہاں احسن طریق سے اس کا رد بھی کرتے ہیں اور اہلسنت کے عقیدے کا دفاع بھی کرتے چلے جاتے ہیں ۔

اگر روایات کے بیان کرنے میں الفاظ یا کلمات کا فرق ہے تو اس کو بھی بیان میں لاتے ہیں کہ اس روایت کے یہ الفاظ اور دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں ۔تاکہ دونوں روایات کو باہم ایک کر دیا جائے ۔ اگر کسی روایت میں الفاظ کی زیادتی ہے تو اس زیادتی کا بھی ذکر ضروری سمجھتے ہیں ۔

مؤلف کے اس طرز بیان سے اگر قاری صرف ان کتب کی فہرست ہی تیار کرے جو کہ ہر روایت کے آخر پر مذکور ہیں تو اس کی علمی وسعت میں بے حد اضافہ ہو، پھر اگر مفردات الحدیث اور شرح کلمات کو ہی جمع کرے تو ایک لغت تیار ہو جائے ۔ اگر کتاب کا بغور مطالعہ کرے تو صحابہ کی عظمت اس کے دل میں جاگزیں اور اسے واقعی لذت اور حلاوت ایمانی نصیب ہو ۔

مؤلف کا اسلوب تحریر و تالیف کی جھلک علامہ جلال الدین السیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی کتاب "جمع الجوامع" میں نظر آتی ہے ، فرق صرف یہ کہ انہوں نے مراجع کو اشارات کی زبان میں ذکر کیا ہے مثلاً مسند احمد کو "حم"، سے بخاری کو "خ" سے ترمذی کو "ت" سے نسائی کو "ن" سے مستدرک حاکم کو "ک"، سے وغیرہ پھر علی متقی الہندی اپنی تصنیف "کنز العمال" میں اسی طرح اشارات کو استعمال کرتے ہیں، اور ابن کثیر اپنی کتاب البدایۃ والنہایۃ میں اور ابراہیم بن عبداللہ الوصابی ۹۶۳ھ اپنی کتاب الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء میں علامہ محب الدین الطبری کے اصول تالیف و تصنیف کی طرز کو اپناتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔

اس انداز اور اسلوب تحریر سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ محب الدین الطبری نے تحقیق کا نیا انداز اختیار کیا جس کو بعد کے آنے والے مؤلفین نے اختیار کیا اور تحقیق کی نئی راہ ملی ۔

تحقیق کا جدید اسلوب جو کہ حال ہی کی جدت پسندی ہے ۔ جس میں کتاب کو مختلف زاویوں اور کونوں

سے دیکھا جاتا ہے۔ اس انداز سے زیر بحث کتاب "الریاض النضرہ" میں چند پہلو توجہ طلب ہیں۔ اگرچہ کتاب مطبوع ہے، اس کی تحقیق کا کام ہنوز باقی ہے۔

تحقیقی کام کے لیے کتاب کے قلمی نسخہ کا ہونا ضروری ہے اس کتاب کے چار قلمی نسخے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں دو نسخے مکتبہ الاسد جمہوریہ شام میں ایک ترکی کے کتب خانہ مراد ملا میں اور ہندوستان کے کتب خانہ رضا رامپور میں ہے ؎۱۳ اور ایک نسخہ مطبوعہ کتاب کا اس طرح تحقیق کرنے والے کے پاس کم از کم تین نسخے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ جن کی مدد سے کتاب کی تحقیق آسان ہو سکتی ہے۔

تحقیق کے بعد اس کتاب کی عظمت پہلے سے دوچند ہو جائے گی، صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب پر کام کرنے والوں کو ایک بہترین مرجع و مصدر ہاتھ آجائے گی، بہرحال اس کی طرف کون سبقت کرتا ہے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ باقی صحابہ رض کی عظمت کو گھنایا نہیں جا سکتا۔ اگر کوئی بدنصیب اس زعم میں ہے تو وہ حقیقت میں ان کی عبقریت کا ان سے خراج وصول کرتا ہے، جو کہ ہمیشہ حاسدین و مفسدین عظمت کے میناروں سے وصول کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ فطرت خود ہی لالہ کی حنا بندی کرتی ہے۔ اسی فطرت و قدرت نے ان برگزیدہ ہستیوں کے رفع درجات کا یہی طریق اختیار ہے جو ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی جاری و ساری ہے۔ باقی یہ پاک ہستیاں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں، علامہ سید سلمان ندوی خطبات مدراس میں رقمطراز ہیں۔

"ہر سانحہ زندگی میں کوئی نہ کوئی عبرت و بصیرت ہو، لیکن ہماری اخلاقی اور روحانی زندگی کی تکمیل و تزکیہ کے لیے صرف انبیاء کرام اور ان کے نقش قدم پر چلنے والی ہستیوں کی تاریخیں اور سیرتیں ہی کارآمد اور مفید ہو سکتی ہیں، اب تک دنیا نے انہی سے فیض پایا اور آئندہ بھی انہی سے فیض پا سکتی ہے۔ اس لیے دنیا کا اپنے تزکیہ اور تکمیل روحانی کے لیے ان برگزیدہ ہستیوں کی سیرتوں کی حفاظت سب سے بڑا اہم فرض ہے۔"

آگے چل کر علامہ صاحب مشہور شاعر ڈاکٹر ٹیگور کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ جب ان سے سوال کیا گیا کہ برہمو سماج کی ناکامی کا سبب کیا ہے؟ تو جواباً کہا "کہ اس کے پیچھے کوئی شخصی زندگی اور عملی سیرت نہ تھی جو ہماری توجہ کا مرکز بنتی اور ہماری نیکوکاری کا نمونہ بنتی۔ اس نکتہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مذہب اپنے نبی کی سیرت اور عملی زندگی کے بغیر ناکام ہے، غرض ہم کو اپنی ہدایت اور رہنمائی

؎۱۳ دیکھئے اخبار التراث الاسلامی ص ۲۷ شمارہ ۹

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۴ پر)